روزنامہ
الفضل
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 C.P.L 29-FD

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

معیت الٰہی

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور بتائیں۔ فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ یعنی اللہ کی مدد کے بغیر نہ مجھ میں برائیوں سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکیاں کرنے کی قوت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول لاحول حدیث نمبر:5930)

بدھ 30 نومبر 2005ء 27 شوال 1426 ہجری 30 نبوت 1384 ہش جلد 55-90 نمبر 267

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ہر ایک دعا گو ہماری دنیوی مشکل کشائی کے لئے ہو۔ مگر ہماری ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گذر کر آتی ہے۔ یعنی اول ہمیں ایمان اور عرفان میں ترقی بخشتی ہے اور ایک پاک سکینت اور انشراح صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کر کے پھر ہماری دنیوی مکروہات پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور جس پہلو سے مناسب ہے اس پہلو سے ہمارے غم کو دور کر دیتی ہے۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ دعا اسی حالت میں دعا کہلا سکتی ہے کہ جب درحقیقت اس میں ایک قوت کشش ہو اور واقعی طور پر دعا کرنے کے بعد آسمان سے ایک نور اترے جو ہماری گھبراہٹ کو دور کرے اور ہمیں انشراح صدر بخشے اور سکینت اور اطمینان عطا کرے۔ ہاں حکیم مطلق ہماری دعاؤں کے بعد دو طور سے نصرت اور امداد کو نازل کرتا ہے (1) ایک یہ کہ اس بلا کو دور کر دیتا ہے جس کے نیچے ہم دب کر مرنے کو تیار ہیں۔ (2) دوسرے یہ کہ بلا کی برداشت کے لئے ہمیں فوق العادت قوت عنایت کرتا ہے بلکہ اس میں لذت بخشتا ہے اور انشراح صدر عنایت فرماتا ہے۔ پس ان دونوں طریقوں سے ثابت ہے کہ دعا سے ضرور نصرت الٰہی نازل ہوتی ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دعا جو خدا تعالیٰ کی پاک کلام نے (۔) فرض کی ہے۔ اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ (1) ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے (2) دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو (3) تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے (4) چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو بطور خود مرادیں ملتی جائیں اور خدا تعالیٰ سے دوری اور مجوبی ہو تو وہ تمام مرادیں انجام کار حسرتیں ہیں اور وہ تمام مقاصد جن پر فخر کیا جاتا ہے آخرالامر جائے افسوس اور تاسف ہیں۔ دنیا کے تمام عیش آخر رنج سے بدل جائیں گے۔ اور تمام راحتیں دکھ اور درد دکھائی دیں گی۔ مگر وہ بصیرت اور معرفت جو انسان کو دعا سے حاصل ہوتی ہے اور وہ نعمت جو دعا کے وقت آسمانی خزانہ سے ملتی ہے وہ کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس پر زوال آئے گا بلکہ روز بروز معرفت اور محبت الٰہی میں ترقی ہو کر انسان اس زینہ کے ذریعہ سے جو دعا ہے فردوس اعلیٰ کی طرف چڑھتا چلا جائے گا۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 ص 241)

جلسہ سالانہ ماریشس سے حضور انور کے خطابات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ماریشس کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں ماریشس کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور کے خطابات اور خطبہ جمعہ درج ذیل پاکستانی وقت کے مطابق ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوں گے۔ احباب کرام ان سے استفادہ فرمائیں۔

2 دسمبر 2005ء

خطبہ جمعہ 2 بجے بعد دوپہر

3 دسمبر 2005ء

مستورات سے خطاب ایک بجے بعد دوپہر

4 دسمبر 2005ء

اختتامی خطاب 5:00 بجے شام

ورکشاپ PHP MYSQL

ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز ربوہ PHP اور MYSQL کے موضوع پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کر رہا ہے جس کا دورانیہ تقریباً دو ہفتے ہوگا۔

اہلیت: صرف BCS, MCS یا کمپیوٹر پروگرامنگ جاننے والے خواتین و حضرات رابطہ کریں۔

موضوعات

☆ پی ایچ پی اینڈ ایم وائے ایس کیو ایل برائے اپاچی ویب سرور۔

☆ ڈریم ویور۔ ایم ایکس

☆ اڈوبے فوٹوشاپ

تمام اہل خواتین و حضرات شرکت فرما کر فائدہ اٹھائیں۔ ورکشاپ کی رجسٹریشن اور مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں۔

0333-6701710

E-mail:president-rabwah@aacp.info

qsheeraz@yahoo.com

(صدر AACP ربوہ)

نظارت تعلیم کے انعامی سکالرشپس کا

Update

نظارت تعلیم کے زیر انتظام میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے مقابلہ کیلئے مورخہ 24/نومبر 2005ء تک موصول ہونے والی درخواستوں کے مطابق Update شائع کیا جارہا ہے۔ اس سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے احمدی طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ وہ مورخہ یکم اکتوبر 2005ء کے الفضل میں شائع ہونے والے اعلان کے مطابق اپنی اپنی درخواستیں نظارت تعلیم کو ارسال کریں تا کہ ان کو اس مقابلہ میں شامل کیا جاسکے۔

(1) میاں محمد صدیق بانی انعامی سکالرشپ

امتحان میٹرک

نمبر شمار	گروپ	نام طالب/طالبہ علم	حاصل کردہ نمبر	نمبر فیصدی	بورڈ
1	سائنس گروپ	عطاء الوہاب افضل ابن مکرم محمد افضل صاحب	788/850	92.70%	فیصل آباد
2	جنرل گروپ	بشریٰ انجم بنت مکرم محمد یعقوب صاحب	690/850	81.17%	فیصل آباد

میاں محمد صدیق بانی گولڈ میڈل وانعامی سکالرشپ

امتحان انٹرمیڈیٹ

نمبر شمار	گروپ	نام طالب/طالبہ علم	حاصل کردہ نمبر	نمبر فیصدی	بورڈ
1	پری انجینئرنگ	صباء حفیظ بنت مکرم عبدالحفیظ صاحب	915/1100	83.18%	پشاور
2	پری میڈیکل	کامران داؤد ابن مکرم ڈاکٹر محمد داؤد احمد صاحب	975/1100	88.63%	ملتان
3	جنرل گروپ	عطیۃ الحیٔ بنت مکرم ذوالقرنین صاحب	873/1100	79.36%	گوجرانوالہ

(2) صادقہ فضل سکالرشپ

امتحان انٹرمیڈیٹ

نمبر شمار	گروپ	نام طالب/طالبہ علم	حاصل کردہ نمبر	نمبر فیصدی	بورڈ
1	پری انجینئرنگ	اعزاز احمد ابن مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب	912/1100	82.90%	گوجرانوالہ
2	پری انجینئرنگ	عامر منیر چوہدری ابن مکرم منیر الحق چوہدری صاحب	910/1100	82.72%	راولپنڈی
3	پری میڈیکل	بشریٰ محمود بنت مکرم محمود احمد ونیس صاحب	969/1100	88.09%	کراچی
4	پری میڈیکل	فریال منیر بنت مکرم عبدالخالق میر صاحب	955/1100	86.81%	ملتان بورڈ
5	جنرل گروپ	منصور احمد ضیاء ابن مکرم مبارک احمد ضیاء صاحب	869/1100	79.00%	فیصل آباد

(3) خورشید عطاء سکالرشپ

امتحان انٹرمیڈیٹ

نمبر شمار	گروپ	نام طالب/طالبہ علم	حاصل کردہ نمبر	نمبر فیصدی	بورڈ
1	پری انجینئرنگ	وسیم احمد ابن مکرم طارق احمد میر صاحب	892/1100	81.09%	لاہور
2	پری میڈیکل	جویریہ صفی بنت مکرم ڈاکٹر صفی اللہ صاحب	949/1100	86.27%	فیڈرل بورڈ
3	جنرل گروپ	رابعہ کنول بنت مکرم نصیر احمد صفدر صاحب	824/1100	74.90%	فیصل آباد
4	جنرل گروپ	فریحہ افضل بنت مکرم راجہ محمد افضل صاحب	815/1100	74.09%	فیصل آباد

ضروری نوٹ: اس سے زیادہ نمبر موصول ہونے کی صورت میں یہ Update تبدیل ہوجائے گا۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

پانچواں ریفریشر کورس معلمین وقف جدید

موسم سرما کی ایک خوشگوار شام کو دفاتر وقف جدید کے سبزہ زار میں معلمین کرام کے پانچویں ریفریشر کورس کی اختتامی تقریب برپا ہوئی۔ نظامت ارشاد وقف جدید کے تحت یہ ریفریشر کورس 12 تا 24 نومبر 2005ء ربوہ میں منعقد ہوا۔ اس میں 1977ء کے فارغ التحصیل 13 معلمین اور 2003ء کے فارغ التحصیل 10 معلمین کرام شامل ہوئے۔ انتظامی فرائض اساتذہ مدرسۃ الظفر کے سپرد کئے گئے۔

ریفریشر کورس کے پروگرام کو روزانہ تین سیشنز میں تقسیم کیا گیا جن میں باقاعدہ کلاس، تاریخی و علمی لیکچرز مجالس سوال جواب اور بزرگان سلسلہ سے ملاقات شامل تھی خلافت لائبریری میں مطالعہ اور دارالضیافت میں 2 گھنٹے کا سٹڈی ٹائم بھی انہیں سیشنز کا حصہ تھا۔

اختتامی تقریب مورخہ 24 نومبر 2005ء کو منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم طارق محمود صاحب مربی سلسلہ و استاد مدرسۃ الظفر نے رپورٹ پیش کی۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ نظامت ارشاد وقف جدید 2001ء سے ہر سال فارغ التحصیل معلمین کرام کی علمی اور عملی مسائل میں راہنمائی کیلئے ریفریشر کورس کا انعقاد کر رہی ہے اس دوران مجموعی طور پر 11 لیکچرز، 11 سوال وجواب کی مجالس، 11 اہم جماعتی شعبہ جات کا تعارف ہوا۔ روزانہ 2 معلمین کو درس دینے کی مشق بھی کرائی گئی۔ معلمین نے 3 میل سیر کی اور سیر کے بعد اپنے مشاہدات بھی قلمبند کئے۔ رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے معلمین میں انعامات تقسیم کئے اور تعلیمی و تربیتی ترقی اور دعوت الی اللہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔ آخر پر جملہ مہمانان کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم ہارون الرشید صاحب نمائندہ مینیجر الفضل توسیع اشاعت الفضل، چندہ و بقایاجات کی وصولی اور الفضل میں اشتہارات کی ترغیب کے سلسلہ میں ضلع گجرات کے دورہ پر ہیں۔ تمام احباب جماعت اور خصوصاً عہدیداران سے تعاون کی بھرپور درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

تقریب شادی

مکرم ضیاء الرحمٰن صاحب آڈیٹر وقف جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 11 نومبر 2005ء کو میرے بھتیجے مکرم محبّ الرحمٰن صاحب ابن مکرم نعیم الرحمٰن صاحب کے نکاح کا اعلان میری بھتیجی مکرمہ صفیۃ الرحمٰن صاحبہ بنت مکرم عزیز الرحمٰن صاحب کارکن دفتر آڈٹ کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں نے بیت المنعم دارالنصر غربی ربوہ میں فرمایا اگلے دن رخصتی کی دعا محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر مال خرچ نے کروائی مورخہ 13 نومبر کو دعوت ولیمہ ہوئی محترم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر مال آمد نے دعا کروائی۔ دولہا اور دلہن محترم حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم معلم وقف جدید کے پوتا اور پوتی ہیں۔ جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ جانبین کیلئے باعث برکت ہو۔

شکریہ احباب

مکرم ڈاکٹر نعمان احمد ناصر صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد محترم ڈاکٹر (ڈینٹل سرجن) چوہدری محمد شریف ناصر صاحب ولد مکرم چوہدری احمد جان صاحب مرحوم سابق امیر جماعت ضلع راولپنڈی کی وفات پر احباب جماعت نے ہم سب غم زدہ افراد خاندان مقیم اندرون و بیرون پاکستان کے ساتھ ذاتی طور پر مل کر یا فون اور ای میلز کے ذریعہ تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم والد صاحب کی مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا سے نوازا ہے۔ جس کیلئے خاکسار ان تمام دوست احباب اور بزرگوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلوں کا وارث و مورد بنائے۔ آمین

....

وقف عارضی میں شمولیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث وقف عارضی میں شمولیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقف عارضی میں شامل ہو۔“ (روزنامہ الفضل 27/اگست 1969ء)

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

عربی، اردو اور فارسی کے مایہ ناز سکالر

حضرت علامہ محمد فیروزالدین ڈسکوی رفیق حضرت مسیح موعود

آسماں پر دعوت حق کے لیے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت

انوار امام کا انعکاس

سحر کا تارہ اگر آفتاب کی آمد کا پیامبر ہوتا ہے تو نیر اعظم کی عظیم الشان تجلی انسانی قلوب وارواح کو بقعہ نور بنا دیتی ہے اور ہر نوع کی استعدادی قوتیں اور صلاحیتیں ایک نئی انقلابی شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود نے ستمبر 1897ء میں اسی آسمانی فلسفہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں **درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے** ...... جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کیے گئے ہوں۔ تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے اور اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلا نہ ہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے اور پھر استغنا سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوءظن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوءظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمانی تک نوبت پہنچتی ہے۔

(ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد 13 ص475,474)

انہی ایام میں حضرت اقدس مسیح موعود نے جماعت احمدیہ کی فوق العادت ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا:۔

''اگرچہ ہمارا گروہ ابھی بکثرت دنیا میں نہیں پھیلا لیکن پشاور سے بمبئی اور کلکتہ اور حیدرآباد دکن اور بعض دیار عرب تک ہمارے پیرو دنیا میں پھیل گئے۔ ...... ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے یا رئیس اور جاگیر اور تعلقہ دار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں''۔

اس کے بعد خدا کے اس برگزیدہ اور جری اللہ نے 1897ء کی اسی تالیف میں صدائے ربانی بن کر خبر دی۔

''وہ لوگ جو درحقیقت پارسا طبع اور خداترس اور نوع انسان سے ہمدردی کرنے والے اور دین کی ترقی کے لیے بدل و جان کوشش کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو دلوں میں بٹھانے والے اور عقلمند اور ذی فہم اور اولوالعزم اور خدا اور رسول سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ اس جماعت میں بکثرت پائے جائیں گے''۔

(کتاب البریہ طبع اول حاشیہ ص186-187)

اس آسمانی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود کی زندگی میں قدوسیوں کا ایک لشکر جرار مخالفتوں کے ہولناک طوفانوں کو چیرتے اور پہاڑوں سے ٹکراتے ہوئے آپ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت مولوی فیروزالدین ڈسکوی جیسے شہرہ آفاق سکالر بھی انہی خوش نصیبوں میں تھے جنہیں فروری 1907ء میں زیارت قادیان اور حضرت مسیح موعود کی بیعت کا شرف نصیب ہوا جس کے بعد چھ ماہ میں ہی پیکر انوار بن گئے اور جون 1907ء میں خالق ارض و سماء کے دربار شاہی میں حاضر ہو گئے۔

حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکمل نائب مدیر ''بدر'' قادیان دارالامان نے آپ کے وصال پر حسب ذیل ایک مختصر نوٹ سپرد قلم فرمایا:۔

''مولوی فیروزالدین بہت سی کتابوں کے مصنف اور علم و فضل کے لحاظ سے کافی شہرت رکھتے تھے۔ آپ پکے احمدی تھے۔ چنانچہ ماہ مارچ میں میرے سامنے انہوں نے دارالامان میں حاضر ہو کر بیعت بھی کی اور اس سے پہلے خط بھی آیا کہ ڈوئی کی موت نے مجھے زندہ کیا۔ بعدازاں خدا تعالیٰ کی نہاں در نہاں مصلحتوں سے وفات پا گئے۔ مگر ہم نے یہ بات ظاہر نہ کی تا دیکھیں کہ علماء کی ان کی نسبت کیا رائے ہے اور ان کے مرنے کی کیا وجہ لکھتے ہیں۔ اب جبکہ کئی اخباروں میں ان کی تاریخ ہائے وفات چھپ چکی ہیں جن میں انہیں اعلیٰ درجہ کا عالم و فاضل متقی تسلیم کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی موت ضعف قلب سے واقع ہوئی تو ہمیں یہ ظاہر کرنے میں خوشی ہے کہ وہ احمدی تھے''۔

(بدر قادیان 13 جون 1907ء کالم 4,3)

حضرت مولانا محمد فیروزالدین صاحب نے 43 سال کی مختصر زندگی میں جنوبی ایشیا کے دامن علم و ادب کو تفسیر، سیرت النبیؐ، کلام، اردو، عربی، فارسی لغات اور قواعد و نصاب کے ہزاروں آبدار موتیوں سے بھر دیا۔

آپ کی ایک معرکہ آراء تالیف ''اصطلاحات قانونی'' کو پاکستان کے مشہور معروف اشاعتی ادارہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے شائع کیا جس کے مقدمہ میں **پاکستان کے نامی گرامی اہل قلم جناب ڈاکٹر گوہر نوشاہی تحریر فرماتے ہیں:۔**

''مولوی محمد فیروزالدین ڈسکوی یکم مارچ 1864ء کو ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، والد کا نام مولوی امام الدین تھا۔ پنجاب میں ان کا خاندان صاحب عزت سمجھا جاتا تھا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ مولوی شمس الدین خالصہ عہد میں ڈسکہ کے کاردار تھے۔

مولوی فیروز الدین ڈسکوی نے ورنیکولر مڈل کا امتحان ڈسکہ بورڈ سے پاس کیا، اس کے بعد سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں داخل ہوئے، جہاں سے ایس۔ وی کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اورینٹل کالج لاہور سے منشی فاضل کی سند حاصل کر کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہوئے۔ پہلے چند سال ڈسکہ کے بورڈ سکول میں رہے۔ 1887ء سے 1907ء تک ایم بی ہائی سکول سیالکوٹ میں جو بعدازاں گورنمنٹ ہائی سکول ہو گیا؟ اورینٹل ٹیچر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ یہ تعلق آخر عمر تک قائم رہا۔ مولوی صاحب مارچ 1907ء میں 43 سال کی بہت کم عمر پا کر فوت ہو گئے۔ مولوی صاحب کی اولاد میں سے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کے بارے میں معلومات ہم تک پہنچی ہیں۔ بیٹے کا نام نذیر احمد ہے جو 1963ء تک 98 - ڈی گلبرگ لاہور میں مقیم تھے۔ دو بیٹیوں میں سے ایک کی شادی مولوی امام الدین سے ہوئی جن سے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا جس کا نام محمد صابر ہے۔

مولوی فیروزالدین ڈسکوی دو بھائی تھے۔ چھوٹے بھائی کا نام مولوی عبدالرحمٰن تھا، جن کے فرزند پروفیسر عبدالقیوم ڈسکوی عرصہ دراز تک گارڈن کالج راولپنڈی کے پروفیسر اور بعدازاں پرنسپل رہے ہیں۔ مولوی عبدالرحمٰن نے ''حیات فیروزی'' کے نام سے بھائی کے سوانح مرتب کیے۔ یہ کتاب شائع ہوئی لیکن عرصہ دراز سے نایاب ہے۔

مولوی فیروز الدین ڈسکوی کی علمی و ادبی زندگی کا آغاز غالباً ملازمت کے ساتھ ہی یعنی 1880ء کے قریب ہوا۔ **اس زمانے سے لے کر زمانہ وفات یعنی 1907ء تک کے صرف 27 برس میں نذیر احمد صاحب کے بقول انہوں نے پونے تین سو کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں۔ مولوی صاحب کے موضوعات کا دائرہ وسیع تھا۔ انہوں نے اردو، فارسی اور عربی زبانوں کے لغات اور نصاب پر تحقیقی کام کے علاوہ مذہبی موضوعات پر بھی اچھا خاصا کام کیا اور قابل قدر تصانیف چھوڑیں۔ ردنصاریٰ پر ان کی تحقیقات خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔** 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی سیاسی فتح کے ساتھ ہی برصغیر میں عیسائی مشنریوں کی جو اسلام دشمن سرگرمیاں شروع ہوئی تھیں۔ بیسویں صدی کے آغاز تک ان کی گونج سنائی دیتی رہی۔ سرزمین پنجاب میں جن علماء نے اس یلغار کا مقابلہ کیا ان میں مولوی فیروز الدین ڈسکوی کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر ممتاز گوہر نے ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

''مذہبی ادب کا ذکر نامکمل رہے گا۔ اگر مولوی فیروزالدین ڈسکوی کی خدمات زیر بحث نہ لائی جائیں ...... عام مذہبی موضوعات پر ان کی کتابیں ''نماز اور اس کی حقیقت'' اور ''عشرہ کاملہ'' قابل ذکر ہیں، مؤخرالذکر کتاب آریہ سماج والوں کے اسلام پر دس اعتراضات کا جواب ہے۔ مولوی فیروزالدین ڈسکوی کی دستیاب تصانیف کی فہرست مع تفصیلات درج ذیل ہے۔

1۔نماز اور اس کی حقیقت: مطبوعہ گلاب سنگھ پریس لکھنؤ 1891ء

2۔عشرۂ کاملہ: مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ 1891ء

3۔عصمت النبی عن الشرک الجلی: مطبوعہ مفید عام گزٹ سیالکوٹ 1311ھ

4۔تقدیس الرسول عن طعن المجہول: مطبوعہ مفید عام گزٹ سیالکوٹ 1311ھ

5۔دفع نکاح زینب: مطبوعہ مفید عام گزٹ سیالکوٹ 1311ھ

6۔تفسیر فیروزی: مطبوعہ 1890ء۔ نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ یہ قرآن پاک کے پہلے چار اور آخری دو سیپاروں کی اردو میں تفسیر ہے لیکن بلوم ہارٹ کے بقول یہ قرآن پاک کے تیس سیپاروں کی اردو ترجمے کے ساتھ تفسیر ہے۔قاموس الکتب میں اس کے صرف حصہ ترجمہ کو ''ترجمہ قرآن مجید'' کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔لیکن سال اشاعت مذکورہ بالا ہی درج ہے۔

7۔قرآن مجید مع تفسیر فیروزی: مطبع کا ذکر نہیں، سال اشاعت 1900ء بحوالہ بلوم ہارٹ

8۔قرآن شریف مترجم منظوم بزبان پنجابی مع تفسیر: مطبوعہ 1903ء مطبع نامعلوم بحوالہ بلوم ہارٹ۔

9۔تفسیر سورہ والضحیٰ مع تفسیر: مطبوعہ 1897ء۔بحوالہ بلوم ہارٹ۔

10۔پنجسورہ: قرآن پاک کی پانچ سور مبارکہ کا اردو میں ترجمہ۔بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد۔

11۔باغ بہشت: قرآن مجید کی سورہ 36، 55، 67، 73 اور 76 کا اردو ترجمہ مع ان سورتوں کا منظوم پنجابی ترجمہ۔مطبوعہ 1906ء۔بحوالہ بلوم ہارٹ

12۔نماز مترجم: منظوم بزبان پنجابی مع عربی متن وار دو ترجمہ مطبوعہ 1895ء۔بحوالہ بلوم ہارٹ

13۔مجموعہ وظائف فیروزی: سال اشاعت نامعلوم۔بحوالہ نذیر احمد صاحب

14۔نماز حضوری: اشاعت نامعلوم بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

15۔نماز کی خوبیاں: اشاعت نامعلوم بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

16۔سلسلہ کتب اسلامی: حصہ اول تا پنجم بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

17۔انسان اور اس کی تقدیر: بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

18۔پیارے نبیؐ کے پیارے حالات: بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

19۔پیارے ولی کے پیارے حالات: بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

20۔مناجات فیروزی: بحوالہ مکتوب جناب نذیر احمد

21۔مذاق العارفین: قصیدہ غوثیہ (عربی) کا فارسی اور پنجابی میں منظوم ترجمہ اور اردو زبان میں شرح۔مطبوعہ 1900ء

22۔غوث الاعظم: حضرت غوث الاعظم کے حالات زندگی، تعلیمات اور کرامات۔مطبوعہ سیالکوٹ 1907ء (بلوم ہارٹ)

23۔سیرت النبی یا تاریخ نبوی: حصہ اول سیالکوٹ سے شائع ہوا اور حصہ دوم کی اشاعت 1891ء میں لاہور سے ہوئی۔ حصہ دوم کا حوالہ قاموس الکتب میں موجود ہے۔ بلوم ہارٹ نے 1897ء کی اشاعت کا ذکر کیا ہے۔لیکن حصہ اول یا دوم کی صراحت نہیں کی۔ممکن ہے مکمل کتاب شائع ہوئی ہو۔

24۔تاریخ محمدی: قاموس الکتب میں حصہ اول کی اشاعت کا سال 1890ء لکھا ہے۔ بلوم ہارٹ نے سال طباعت 1891ء دیا ہے۔لیکن حصہ اول یا دوم کی صراحت نہیں کی۔

25۔نعت فیروزی: مختلف شعراء کے فارسی، اردو اور پنجابی میں نعتیہ کلام کا انتخاب۔بلوم ہارٹ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب 188 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا دوسرا ایڈیشن 1894ء میں سیالکوٹ سے شائع ہوا۔اس کے بعد ایک اور ایڈیشن 1904ء میں لاہور سے چھپا۔ جناب نذیر احمد کے خط میں سال اشاعت موجود نہیں۔

26۔الکلمات الادبیہ: عربی نصاب کی کتاب اردو ترجمے کے ساتھ۔مطبوعہ 1889ء۔ (بلوم ہارٹ)

27۔تسہیل الترجمہ فارسی: فارسی میں ترجمے کے اصول۔مطبوعہ سیالکوٹ 1898ء۔بلوم ہارٹ

28۔ذخیرہ فیروزی یا علم ادب کا سمندر: اصول شعر، قواعد زبان، محاورات اور ضرب الامثال کا مجموعہ۔مطبوعہ سیالکوٹ 1894ء (بلوم ہارٹ)

29۔اردو قواعد فیروزی: اردو صرف ونحو پر مشتمل تصنیف۔ پہلا ایڈیشن 1892ء میں (بلوم ہارٹ) اور دوسرا ایڈیشن 1894ء میں پنجاب پریس سیالکوٹ سے شائع ہوا۔

30۔لغات فیروزی عربی: مطبوعہ میسرز عطر چند کپور اینڈ سنز لاہور۔

31۔لغات فیروزی فارسی: یہ کتاب 1054 صفحات پر مشتمل ہے۔ 1888ء میں اس کی کتابت ہوئی اور 1890ء میں منشی گلاب سنگھ نے مطبع مفید عام لاہور سے اسے شائع کیا۔تاریخی نام ''فرہنگ تحقیقیہ'' ہے جس سے سال تصنیف 1301ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس لغات میں عربی، فارسی اور ترکی کے وہ الفاظ شامل ہیں جو اردو زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔ بلوم ہارٹ نے اطلاع دی ہے کہ اس لغات کی تدوین میں مولوی فیروزالدین ڈسکوی کے ساتھ مولوی علی محمد بھی شریک تھے۔ اس لغات کا دوسرا ایڈیشن بھی 1897ء میں لاہور ہی سے شائع ہوا۔ (بلوم ہارٹ)

32۔لغات فیروزی اردو: پہلی مفید عام پریس سیالکوٹ 1898ء میں منشی کریم بخش کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ پھر جے۔ایس سنت سنگھ اور دوسرے کئی ناشرین نے اس کے درسی ایڈیشن شائع کئے۔ ادبی کاموں میں مولوی فیروزالدین ڈسکوی کا سب سے اہم کام لغات اور قواعد کی تدوین ہے۔

تصنیفی مشاغل کے ساتھ ساتھ مولوی صاحب سیالکوٹ سے شائع ہونے والے جریدے ''انوار الاسلام'' کے ایڈیٹر بھی تھے۔ آپ رفاہی کاموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ چنانچہ سیالکوٹ میں ''انجمن اسلامیہ'' کی بنیاد ڈالی۔ جس کی زیر نگرانی تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔

اسی خدمت کے صلے میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی مولوی عبدالرحمٰن کو انجمن کی زیر نگرانی چلنے والے اسلامیہ سکول سیالکوٹ میں مینیجر کا عہدہ دے دیا گیا۔

مولوی فیروزالدین ڈسکوی، مولوی محمد حسین آزاد کے احباب میں سے تھے اور نذیر احمد صاحب کے بقول انہوں نے آزاد سے علمی استفادہ بھی کیا تھا۔ان کے علاوہ مولانا ڈسکوی کے ہمعصر دوستوں کے نام یہ ہیں۔

مولانا سید میر حسن، مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، منشی کریم بخش مالک مفید عام پریس سیالکوٹ، میاں غلام علی رئیس اعظم سیالکوٹ یہ احباب انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کی بنیان گزاری میں بھی مولوی فیروز الدین کے ساتھ شریک تھے۔مولانا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور بھی آپ کے احباب خاص میں شامل تھے۔ ان کے ساتھ مل کر انہوں نے انجمن حمایت اسلام کی طرف سے شائع ہونے والی بعض کتابوں پر نظر ثانی کی اور بعض کتابیں ازسرنو لکھیں۔ مولوی صاحب شاعر بھی تھے اور فیروز تخلص کرتے تھے ان کے اردو اور پنجابی زبان میں منظوم آثار موجود ہیں۔

زیر نظر کتاب ''فرہنگ اصطلاحات قانونی'' مولوی فیروزالدین ڈسکوی کی مستقل تصنیف نہ تھی، مولوی صاحب نے لغات فیروزی اردو میں حروف تہجی کے ہر جدول میں لغات قانونی کے عنوان سے ایسی اصطلاحات درج کی ہیں۔ ''**جن کی قانون دانوں، اپیل نویسوں، ججوں، مجسٹریٹوں، عرضی نویسوں، مختاروں، وکیلوں اور بیرسٹروں کو ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے**''۔ 1849ء میں لارڈ لارنس نے استصواب رائے کے بعد اردو کو ورنیکلر سطح پر بہ استثنائے صوبہ سرحد تمام پنجاب کی عدالتی زبان قرار دے دیا تھا۔تفصیل کے لیے دیکھئے: Nazir Ahmad Chaudhry, Development of Urdu as Official Language in the Punjab, 1849-1974, Lahore, 1977. لہٰذا اس وقت سے اردو زبان میں قانونی اصطلاحات سازی کا کام کسی نہ کسی نہج پر جاری تھا اور ملکی پالیسی کا حصہ بن چکا تھا۔ مولوی فیروزالدین ڈسکوی کی اردو لغات چونکہ عوام الناس کے استفادے کے لئے تھی۔لہٰذا اس میں قانونی اصطلاحات کو شامل کر کے اسے مزید سود مند بنا دیا گیا تھا۔راقم الحروف نے ہر جدول سے قانونی اصطلاحات الگ کر کے انہیں حروف تہجی کے تحت مرتب اور مدوّن کر دیا ہے اور یوں زیر نظر کتاب مولانا ڈسکوی کی ایک مستقل تصنیف بن گئی ہے، چونکہ اردو کی ترویج و اشاعت کے لیے آج بھی وضع اصطلاحات کا عمل جاری ہے۔لہٰذا یقین ہے کہ یہ کتاب اہل علم کے لیے مددگار اور مفید ثابت ہوگی۔

لغات فیروزی اردو کا پہلا ایڈیشن منشی کریم بخش مالک و مینیجر کے اہتمام سے مفید عام پریس سیالکوٹ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن چھپے۔تقسیم ہند کے بعد اس کا ایک ایڈیشن آزاد بک ڈپو امرتسر سے 1953ء میں شائع ہوا پھر جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز چوڑیوالان دہلی نمبر 6 نے 1976ء میں اسے شائع کیا۔انہوں نے 1980ء میں اسی ایڈیشن کی اشاعت ثانی کی۔ غالباً نئے سرے سے کتابت نہیں کروائی اور پرانی پلیٹوں کو ہی استعمال کیا گیا۔

زیر نظر کتاب میں جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز کے مطبوعہ مذکورہ بالا ایڈیشن سے ہی استفادہ کیا گیا ہے جسے لغات فیروزی اردو کا شاید آخری ایڈیشن کہنا چاہئے۔'' (اصطلاحات قانونی)

مندرجہ بالا مقدمہ سے حضرت علامہ محمد فیروزالدین ڈسکوی کے حیرت انگیز تبحر علمی اور بے پناہ قلمی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ان کا کام اور نام دونوں رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے۔حضرت اقدس مسیح موعود نے ان کے انتقال سے ساڑھے آٹھ ماہ قبل ارشاد فرمایا ''اول تو اس قسم کے آدمی پیدا ہو جانے چاہئیں جو دینی علوم سے پوری واقفیت رکھنے والے ہوں۔ عالم باعمل ہوں تا کہ ان کی تحریر اور تقریر کا دوسروں پر بھی اثر پڑے **ایک آدمی جس کے دل میں یہ بات ہو کہ خدا کے واسطے کام کرے وہ کروڑوں آدمی سے بہتر ہے**''۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 65)

کامیاب زندگی

حضرت مولانا صاحب نے اگرچہ اس دار فانی کو 43 سال تک رونق بخشی مگر یہ مختصر عمر ان کی عمر جاودانی کا زینہ بن گئی جو لمبی عمر سے بھی بڑھ کر شان رکھتی ہے۔ حضرت اقدس کا ارشاد مبارک ہے۔

''جب اللہ تعالیٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے کہ اس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسے توفیق دیتا اور اس کی عمر دراز کرتا ہے......اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو ایک برگزیدہ ہوتے ہیں چھوٹی عمر میں بھی اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور اس صورت میں گویا یہ قاعدہ اور اصل ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ ایک غلطی اور دھوکہ ہے دراصل ایسا نہیں ہوتا یہ قاعدہ کبھی نہیں ٹوٹتا مگر ایک اور صورت پر درازی عمر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ زندگی کا اصل منشاء اور درازی عمر کی غائت تو کامیابی اور بامراد ہونا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے مقاصد میں کامیاب اور بامراد ہو جاوے اور اس کی کوئی حسرت اور آرزو باقی نہ رہے اور مرتے وقت اطمینان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو تو **وہ گویا پوری عمر حاصل کر کے مرا ہے اور درازی عمر کے مقصد کو اس نے پا لیا ہے**''۔

(ملفوظات جلد سوم ص 395-396)

محمد اشرف کاہلوں صاحب

سابق امیر ضلع فیصل آباد

محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب کی یاد میں

یہ خبر کہ چوہدری غلام دستگیر صاحب سابق امیر ضلع فیصل آباد 4 ر اپریل 2005ء کو بقضائے الٰہی مختصر علالت کے بعد بعمر 88 سال اس دارفانی سے سفر آخرت باندھ گئے ہیں نہایت غم اور صدمے کا باعث بنی اور اسی کے ساتھ ہی آپ کی حیات مستعار کے لیل و نہار تصور کی سکرین پر آنے شروع ہوئے۔ باوقار زندگی جو عجز وانکسار کا آئینہ تھی، آپ اس کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ دیوانی والہ نزد بٹالہ گرنتھیاں میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی چوہدری غلام علی خاں صاحب تھے جو امرتسر میں شعبۂ تدریس سے وابستہ تھے اور سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ چوہدری غلام دستگیر صاحب نے میٹرک کے بعد منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ تحصیل علم کا شوق تھا۔ ایل ایل بی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ میونسپل کمیٹی فیصل آباد (لائل پور) میں ملازم ہوئے۔ اپنی خداداد صلاحیت اور قابلیت کے بل بوتے پر چیف اکاؤنٹنٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ آپ ایک لائق، محنتی اور دیانت دار آفیسر تھے۔ ہر کس و ناکس عزت واحترام سے آپ کا نام لیتا۔ حق گوئی اور راست بازی زندگی کا طرہ امتیاز رہا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے ساتھ لاء پریکٹس کی لیکن زیادہ وقت آپ کا خدمت سلسلہ میں صرف ہوا۔

1935ء میں آپ کو احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا، اور روزنامہ ''الفضل'' کے صفحہ کی زینت بنا۔ زمین قلب میں احمدیت کی تخم ریزی کی عجیب داستان ہے۔ دوران تعلیم آپ کا امتحانی سنٹر قادیان بنا۔ آپ نے ایک نادر نظارہ دیکھا کہ احمدی طلباء کمرہ امتحان میں داخلہ سے قبل اپنے استاد گرامی کی معیت میں اجتماعی دعا کرتے ہیں۔ پھر احمدی طلباء دعاؤں کے ساتھ ہی کمرہ امتحان میں داخل ہوتے ہیں۔ اس روحانی منظر نے آپ کے قلب پر گہرا اثر چھوڑا۔ پھر قادیان کے دینی پاکیزہ ماحول نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ زاویہ فکر ونظر پر احمدیت کی صداقت آشکار ہونے لگی۔ اس سعید روح میں قبولیت حق کا مادہ تھا۔ رحمت خداوندی نے دستگیری کی اور حضرت حافظ محمد رمضان صاحب کی صحبت اور رفاقت میسر آگئی تب کیا ہوا؟ وہ تخم حق جو فضائے قادیان میں دل میں بویا گیا تھا اور صحبت صالحین سے نشو ونما پا رہا تھا۔ پروان چڑھا اور احمدیت کا خوش رنگ اور خوشنما پھول اپنی خوشبو سے مہک اٹھا اور بہار کا رنگ دکھلانے لگا۔

فیصل آباد میں حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی پاکیزہ صحبت نے آپ کی زندگی کو مزید جلا بخشی۔ ہر خُلق میں بہار کا رنگ نظر آنے لگا۔ آپ حضرت شیخ صاحب کے ہم پیشہ و ہم شرب و ہم راز بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف جہتوں سے خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہر میدان عمل میں سرخرو ہو کر نکلے۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ فیصل آباد بنے۔ پھر قائد ضلع کی حیثیت سے سلسلہ کے کام کو آگے بڑھایا۔ انصاراللہ میں آئے تو زعیم انصاراللہ چنے گئے۔ پھر بطور ناظم ضلع انصاراللہ فیصل آباد (لائل پور) بھی کام کیا۔ ایک لمبا عرصہ جو کم وبیش بیالیس سال پر محیط ہے۔ اس میں نائب امیر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی وفات (1993ء) کے بعد آپ امیر ضلع منتخب ہوئے اور مسلسل چھ سال اس خدمت پر فائز رہے۔ ان کے علاوہ دیگر جماعتی ذمہ داریوں کو بھی بطریق احسن نبھاتے رہے۔ مجلس مشاورت کے موقعہ پر فنانس کمیٹی کے صدر رہے۔ خلافت ثالثہ کے زمانہ میں حسب ارشاد امام وقت افریقن ممالک کے مشنوں کے حسابات چیک کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔ قضاء بورڈ کے ممبر بھی رہے۔ مجلس مشاورت میں شمولیت کی سعادت بھی برابر حاصل رہی۔ دارالضیافت میں کمرہ نمبر 54 میں قیام ہوتا۔ 2005ء کی مجلس مشاورت میں بھی شامل ہوئے اور اسی کمرہ میں قیام رہا۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی فرودگاہ بھی یہ کمرہ تھا اور حضرت شیخ صاحب کو آپ سے گہری محبت تھی۔ وہ آپ سے جدا ہونا پسند نہ کرتے تھے اور چوہدری صاحب بھی آپ سے الگ رہنا موت سمجھتے تھے۔

چوہدری صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ نیک خصلت اور باکردار انسان تھے۔ ہمدردی کے پتلے تھے۔ دوسروں کی مدد کر کے دلی خوشی محسوس کرتے۔ دوران سروس ہمیشہ فیض رساں وجود رہے۔ حصول ملازمت میں مدد کرتے۔ روزگار دلاتے۔ جائز کام دھڑلے سے کرتے۔ احمدیت کے معاملہ میں ننگی تلوار تھے۔ اخلاص کی تصویر تھے۔ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ بڑوں کا احترام کرتے اور چھوٹوں کا اکرام کرنے والے تھے۔ پختہ رائے کے انسان تھے، زودفہم تھے۔ معاملہ کی تہہ تک فوراً پہنچ جاتے تھے۔ سلامت روش تھے۔

عبادت کا شغف تھا۔ پنجوقتہ نماز کے پابند اور شب بیدار تھے۔ گریۂ سحرگاہی اور آہ نیم شبی کی لذات سے آشنا تھے۔ جب نماز جمعہ کے لئے تشریف لاتے تو بیت الفضل کے صحن میں داخل ہوتے وقت بائیں جانب کے ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے۔ دوست احباب سے ملتے۔ اکثر دیکھا کہ جب بھی احباب سے ملتے کھڑے ہو کر ملتے۔ لبوں پر مسکراہٹ ہوتی۔ آج بھی وہ جگہ دیکھ کر چوہدری صاحب کی شخصیت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

چوہدری صاحب دعاگو بزرگ تھے۔ دوست احباب دعا کی درخواست کرتے تو یہ بھی نہایت انکساری کے عالم میں دعا کی درخواست کرتے۔ دعا پر روز روشن کی طرح یقین کامل تھا۔ اکثر فرماتے ہمارے تو کام ہی دعا سے وابستہ ہیں۔ یہ جملہ بھی کہتے دعا کرنا تو مرنا ہے۔ دعا کا مضمون اور حقیقت اسی جملہ میں مضمر ہے۔

اطاعت کے خمیر سے آپ کے وجود کی اٹھان تھی۔ نظام جماعت کی پابندی کرنا فریضہ زندگی خیال کرتے تھے۔ نظام جماعت کی خلاف ورزی برداشت نہیں کرتے تھے۔ چشم پوشی بھی وطیرہ زندگی تھا لیکن جہاں افراد جماعت پر ضابطہ شکنی کا برا اثر پڑتا ہو وہ فعل ہرگز پسند نہ کرتے اور نظام جماعت کو حرکت میں لانے سے دریغ نہ کرتے۔ اصلاح کا پہلو دیکھتے تو نرم روئی اپناتے۔

حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کی ہدایات سے سرمو انحراف نہ کرتے۔ حضرت شیخ صاحب کی ذات گرامی خود پر مقدم تھی۔ ان کی رضا میں راضی تھے۔ امیر کی اطاعت کا ایک مثالی نمونہ آپ تھے۔

قدرت ثانیہ سے دلی وابستگی تھی، گہری محبت تھی، قدرت ثانیہ تو گویا ایمان اور جان تھی۔ جلسہ سالانہ یو۔کے اور جرمنی میں بھی شرکت کا شرف پاتے رہے۔ مالی قربانیوں میں بھی آپ کا قدم آگے ہوتا۔ تحریک جدید کے ''پانچ ہزاری مجاہدین'' میں شامل تھے۔ امام وقت کی طرف سے جو بھی تحریک ہوتی اس میں خوش دلی سے حصہ لیتے۔ وصیت کی برکت سے فیض یاب تھے۔

اپنے دور امارت میں اپنی ذمہ داریوں کو خوب نبھایا۔ افراد جماعت کی اخلاقی و دینی تربیت میں کوشاں رہے۔ چندوں کے ٹارگٹ کو کم نہیں ہونے دیا۔ ضلع وشہری نظام جماعت کو فعال بنائے رکھا۔ جماعت کی ترقی میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ آپ کے زمانہ امارت میں مدینہ ٹاؤن میں ''بیت الامان'' نامی ایک کشادہ اور خوبصورت عبادت گاہ تعمیر ہوئی۔ اس کا سنگ بنیاد آپ نے ایک دعائیہ تقریب میں رکھا۔

آپ میں اکرام ضیف کا وصف بھی نمایاں تھا۔ حفظ مراتب کا خیال رکھتے اور مہمان نوازی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ مرکزی مہمان ہوں یا ذاتی یا دوست احباب سب کا خوب حق ادا کرتے۔

چوہدری صاحب مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ باغ وبہار طبیعت والے انسان تھے۔ طبیعت میں مزاح کا عنصر بھی خوب تھا۔ احباب کی محفل جمتی تو شریک گفتگو ہوتے۔ برموقعہ اور برجستہ لطائف بیان کرتے تو بزم کشت زعفران بن جاتی۔ خوب کھل کر ہنستے۔ آپ کی مجلس میں بوریت ہرگز نہ تھی۔

علم و ادب سے خاصا لگاؤ رکھتے تھے۔ مطالعہ کا شوق تھا۔ فارسی ادب سے خاص مناسبت تھی۔ سخن فہم تھے اور فارسی کے عمدہ اشعار سناتے۔ حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے زیر اثر علمی ذوق کو خوب جلا ملی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ صاحب کی سوانح عمری پر کام کر رہے تھے۔ باوجود کمزوری صحت اور ضعف کے جواں ہمتی کے ساتھ اس کام کی تکمیل میں سرگرمی سے لگے ہوئے تھے۔ خواہش تھی کہ زندگی میں یہ کام منصۂ شہود پر آجائے لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور کام مکمل نہ ہوسکا۔ خوش بیان مقرر تھے۔ جس موضوع پر تقریر کرتے اس کا حق ادا کرتے۔ خطبہ جمعہ ہو یا کسی اور تربیتی عنوان کو لیتے تو اس مضمون کی جزئیات اور باریکیوں کو بیان کر کے مفہوم مضمون سامعین کے ذہن نشین کرادیتے۔ نکتہ بیں اور نکتہ رس انسان تھے۔

آپ حق گو بشر تھے۔ حق بات کہنے میں کسی لومۃ لائم کا خوف نہ ہوتا۔ راست گوئی شیوۂ زندگی رہا۔ ان کی وفات پر یوں لگا ؎

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

مقامی طور پر آپ کی نماز جنازہ محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع وشہر فیصل آباد نے پڑھائی۔ مرکز میں مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے موقعہ پر بھی آپ نے دعا کروائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ع

ایں سعادت بزور بازو نیست

الحاصل یہ کہ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے مغفرت کاملہ کا سلوک فرمائے اور جنت بریں میں جگہ دے۔ آمین ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(بقیہ صفحہ 6)

کاری بھی کی جاتی ہے۔ ان تمام مراحل کے بعد سوئیاں پیکٹوں میں بند کر کے فروخت کے لئے بازار میں پہنچائی جاتی ہیں۔

یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ سوئی جیسی چھوٹی، سادہ اور عام شے پیداوار کے کتنے زیادہ مراحل میں سے گزر کر ہمارے سامنے آتی ہے۔ تاہم، صرف سوئی ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سی اشیاء بہت سے مراحل میں سے گزر کر تیار ہوتی ہیں اور جدید صنعتی کاریگر جو بھی شے تیار کرتے ہیں۔ اسے ہر لحاظ سے مکمل اور حتمی بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

قیامت تک جاری کرکٹ

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبا کا کرکٹ میچ تھا۔ بچوں کی خوشی بڑھانے کے لئے بعض بزرگ بھی شامل ہوگئے۔ کھیل میں نہیں بلکہ نظارہ کھیل کے لئے۔ اور فیلڈ میں چلے گئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک صاحبزادے نے بچپن کی سادگی میں کہا کہ ابا تم کیوں کرکٹ پر نہیں گئے؟

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آپ (کتاب) لکھ رہے تھے۔ بچہ کا سوال سن کر......فرمایا ''وہ تو کھیل کر واپس آجائیں گے مگر میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک قائم رہے گا۔'' (الفضل 19 مارچ 1998ء)

سوئی کی تخلیق کے 15 مراحل

جب سے انسان نے کپڑا بننے کا آغاز کیا ہے۔ عورتیں اس سے ہر قسم کا لباس اور آرائشی اشیاء تیار کرتی آرہی ہیں۔ صدیوں سے عورتیں گھرداری کے ساتھ ساتھ پارچہ بافی کی مصنوعات والے ہنر سیکھتی اور ان میں کمال حاصل کرتی آرہی ہیں۔ یہ تمام انوکھے کام عورتیں اب تک ایجاد کئے گئے سادہ ترین آلات میں سے ایک کی مدد سے کرتی آرہی ہیں اور وہ آلہ ''سوئی'' ہے۔

مشہور یونانی شاعر ہومر کی رزمیہ نظموں میں ہم رنگین لباس میں ملبوس جن لڑکیوں کے بارے میں پڑھتے ہیں وہ کئی کئی دن قیمتی کپڑوں کے اوپر کمال مہارت کے ساتھ کڑھائی کرتی رہتی تھیں۔ اس دور میں بھی دھاتی سوئیاں عام استعمال کی جاتی تھیں۔

ایک مشہور یونانی داستان کے مطابق ارانکنے (Arachne) ایک رنگریز کی بیٹی تھی۔ اس نے ایتھنا (Athena) دیوی سے سوزن کاری سیکھی۔ یہ خوبصورت نوجوان دوشیزہ اپنے کام میں بہت ماہر اور اس قدر جرأت مند تھی کہ اس نے اپنی استاد دیوی کو سوزن کاری میں اپنے ساتھ مقابلہ کی دعوت دے دی۔ اس مقابلے کی نوعیت کا تعین کرنے کے بعد جج بھی مقرر کردیئے گئے۔ ارانکنے نے انتہائی شوق کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کیا اور اپنی ماہر انگلیوں کے ساتھ ایک بہت ہی شاندار نمونہ تیار کیا جو صحیح معنوں میں دیوتاؤں کی محبت کا عکاس اور ایک شاہکار تھا۔

اسی اثناء میں ایتھنا دیوی، جس نے پنڈورا کی بیٹیوں کو گل کاری (Tapestry) بنانا سکھایا تھا، نے اولمپیائی دیوتاؤں کے عظیم الشان گروہ کا انتخاب کیا اور ایک بہت عمدہ نمونہ بنایا۔ تاہم ججوں نے ارانکنے کے نمونہ کی حمایت کی کیونکہ ان کے مطابق ارانکنے نے اپنے موضوع کی صحیح تصویر کشی کی تھی اور بڑے دلکش رنگوں کا انتخاب کیا تھا۔ جب ایتھنا نے ججوں کی طرف سے ارانکنے کی حمایت کا سنا تو اسے اس قدر غصہ آیا کہ اس نے اپنی مخالف کا نمونہ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور اسے وہ فریم دے مارا جس کی مدد سے اس نے اپنا نمونہ تیار کیا تھا۔

ارانکنے نے ایتھنا کی اس حرکت کو اپنی ہتک محسوس کیا اور وہ اس قدر دلبرداشتہ ہوئی کہ اپنی زندگی کے خاتمے کا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنی گردن میں رسے کا ایک پھندا ڈالا اور مرنے کے لئے چھلانگ لگانے ہی والی تھی کہ ایتھنا نے اس خوبصورت دوشیزہ کو مکڑی اور اس کے گلے میں موجود رسے کو مکڑی کا جالا بنا دیا۔ آجکل ماہرین حیوانیات مکڑیوں کے گروہ کے لئے "Arachnid" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ دراصل یہ لفظ اس داستان کے مرکزی کردار Arachne کے نام کی مناسبت سے نکلا ہے۔

ایک نسوانی فن

سوزن کاری کے گھریلو فن کا آغاز قدیم یونانی تہذیب کی ابتداء سے بہت پہلے ہوا۔ مصری، یہودی اور فونیشیا کی عورتیں بڑی مہارت کے ساتھ سوئی کا استعمال کیا کرتی تھیں۔ بیاہی عورتیں، مدرسوں وغیرہ کی منتظم عورتیں اور وسطی اٹلی کے ایک قدیم ملک ایٹروریا کی عورتیں عیسائیت کے دور سے قبل سوئیوں کی مدد سے سلائی کڑھائی والے کام کیا کرتی تھیں۔ مشرق بعید میں مستقل مزاج چینی کشیدہ کاری کے کاموں میں سبقت لے گئے اور بھرپور تخلیقی صلاحیتوں کے مالک جاپانی فطرت سے مطابقت رکھنے والے موضوعات سے استفادہ کرتے تھے۔ گمان غالب ہے کہ مشرق کی بہت سی قوموں نے ذرائع کا استعمال اور کسی عمل کو بہت جلد سیکھ لینے کی صلاحیت سوئی سے ہی سیکھی۔

صلیبی جنگوں (Crusades) کے دوران کچھ مشرقی فنون یورپ تک پھیل گئے۔ ان میں سے ایک کپڑے کے اوپر سونے اور چاندی کے دھاگوں سے جانوروں، پرندوں، درختوں اور گھڑسواروں کے خوبصورت نمونے بنانے کا فن تھا۔ یہ نمونے بروکیڈ (Brocade) کہلاتے تھے۔ جنگ میں حصہ لینے والے یہ نمونے اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور اپنے گھر کی عورتوں کو جا کر دیتے تھے۔ جب مرد گھروں سے باہر ہوتے تھے تو عورتیں اپنے فارغ اوقات میں ان نمونوں کی نقلیں بنایا کرتی تھیں۔ اس طرح قرون وسطیٰ میں نارمن انگلینڈ کے گل میخی دروازوں والے قلعوں کے اندر گھنٹوں سوزن کاری سے آرائشی اشیاء تیار کرنا عورتوں کے لئے ایک فیشن بن گیا۔

سوئیاں بنانے کے ابتدائی کارخانے

آجکل کڑھائی یا کشیدہ کاری کا زیادہ تر کام مشینوں کی مدد سے کیا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت بُنائی ہی کی ایک شکل ہے اور اس میں ایک یکساں طرز کا رجحان پایا جاتا ہے۔ مشین سے کی گئی کشیدہ کاری اگرچہ بہت خوبصورت اور دلکش ہوتی ہے لیکن یہ ہاتھ سے کی گئی کڑھائی کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ ہاتھ سے بنائے گئے نمونے میں سوزن کار عورتیں ایک ایک ٹانکا کمال مہارت کے ساتھ لگاتی ہیں۔ سوزن کاری جیسا اہم ہنر سیکھنے کے لئے ایک طویل عرصے کے ساتھ ساتھ مستقل مزاجی اور تندہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ہنر کا آغاز بچپن میں ہوتا ہے۔ جب نوعمر لڑکیاں گھروں میں یہ فن سیکھتی ہیں اور ان کے فنی کام سے ان کے ذوق اور تخیل کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ ماضی میں اس قسم کے فنکارانہ فنون سیکھنے کے لئے عورتوں کے پاس کافی زیادہ وقت ہوتا تھا۔ جب کبھی کوئی پھیری والا گلیوں میں سے گزرتا تھا تو گھریلو عورتیں اس سے سوئیاں ضرور خریدتی تھیں۔

پرانے وقتوں میں سوئیاں بہت قیمتی شے تصور ہوتی تھیں اور آسانی سے دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں ہاتھوں سے بنائی جاتی تھیں۔ جن میں سے کچھ کے ریکارڈ آج بھی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر 1370ء میں نورمبرگ میں سوئیاں بنانے کا ایک کارخانہ موجود تھا۔ ایک اور کارخانہ وہائٹ چیپل (Whitechapel) کے مسٹر میکنزی (Mr. Mackenzie) کی ملکیت تھا جس میں ملکہ الزبتھ اول کے دور میں بہت نفیس قسم کی سوئیاں بنائی جاتی تھیں۔ اس کے بعد سے سوئیاں بنانے والوں کی ایک انجمن قائم کی گئی جسے شاہ ہنری ہشتم نے تسلیم کیا۔ یوں لباس میں فیشن کی وسعت سے سوئیوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں سوئیاں بنانے کا آغاز ہوا۔

مختلف وضع اور حجم کی معیاری سوئیاں بننے سے فیشنی لباس کی تیاری میں انقلاب برپا ہوگیا۔ قرون وسطیٰ میں بنائے جانے والے ڈھیلے ڈھالے چوغوں کے بعد چوغہ نما چست کرتے، برجس، کالر، کف اور گاؤن اسی سادہ ترین آلے کی بدولت بننا شروع ہوئے۔ اگر سوئی ایجاد نہ ہوتی تو نت نئے ڈیزائن کے لباسوں کی تیاری ناممکن ہوتی۔ کچھ ہی عرصہ بعد سلے سلائے کپڑوں کی تیاری کے لئے مشینری کی ایجاد سے لباس کے فیشن میں مزید تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ تاہم اس کے باوجود سوئی کی اہمیت میں ذرہ برابر کمی نہ آئی اور یہ پہلے کی طرح ہر گھریلو عورت کی ایک اہم ضرورت رہی حتیٰ کہ آج بھی سوئی کو ایک بنیادی شے کی سی اہمیت حاصل ہے۔

سلائی کڑھائی کے علاوہ بھی سوئی کے بہت سے استعمالات دریافت ہوگئے اور طب کے شعبے میں ایک جراحی آلے کی حیثیت سے سوئی کی اہمیت اس وقت دوچند ہوگئی جب اس کی مدد سے زخموں کو سینے کا آغاز ہوا۔

سلائی اور جراحی

آجکل سوئیاں پگھلائے گئے فولاد کے تار سے مکمل طور پر خودکار طریقے سے بنائی جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ نفیس سوئیاں کپڑوں پر موتی ٹانکنے والی سوئیاں ہوتی ہیں۔ موتی ٹانکنے والی سوئی اس قدر باریک ہوتی ہے کہ اس کا قطر ایک ملی میٹر کے چوتھائی حصے کے برابر ہوتا ہے۔ عام سوئیوں میں ترپائی کرنے والی سوئیاں، سلائی مشین کی سوئیاں، بکسوئے اور سوئے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام سوئیاں موتی ٹانکنے والی سوئیوں سے کافی موٹی ہوتی ہیں۔ سلائی کے لئے استعمال ہونے والی سوئیاں آب دار سخت ڈھلوان فولاد سے بنائی جاتی ہیں۔ سوئی کی لچک کا انحصار اس میں استعمال ہونے والے فولاد کے معیار پر ہوتا ہے۔ صرف ہوزری کے کاموں کے لئے استعمال ہونے والی سوئیاں نرم اور ہلکے فولاد سے تیار کی جاتی ہیں۔ فولاد میں کاربن کی مقدار جتنی زیادہ ہوگی، یہ اتنا ہی زیادہ لچکدار ہوگا۔ لچکدار فولاد سے بنائی گئی سوئی مڑنے پر دوبارہ اپنی اصل حالت میں آجاتی ہے۔

جراحی کے مقاصد کے لئے استعمال ہونے والی سوئیوں کی تیاری میں فولاد کے معیار کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ ان کی مدد سے زخموں کو ٹانکے لگائے جاتے ہیں۔ جراحی کے استعمال کی سوئیاں اعلیٰ قسم کی فولادی بھرتوں سے تیار کی جاتی ہیں تاکہ یہ جسم کی بافتوں میں سے کم سے کم مزاحمت سے گزر سکیں۔ ٹیکہ لگانے والی سوئیاں اندر سے کھوکھلی ہوتی ہیں جس میں سے گزرکر دوا جسم میں داخل ہوتی ہے۔ یہ سوئیاں بھی اعلیٰ قسم کے فولاد سے تیار کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی سوئیاں آلات جراحی کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان کی تیاری میں انتہائی احتیاط اشد ضروری ہوتی ہے۔ یہ سوئیاں عموماً سانچوں میں ہاتھوں سے بنائی جاتی ہیں جو ہر لحاظ سے درست ہوتے ہیں۔

سوئی دیکھنے میں ایک بہت ہی سادہ شے معلوم ہوتی ہے لیکن یہ جان کر آپ کو یقیناً حیرت ہوگی کہ ایک سوئی پندرہ مختلف مراحل میں سے گزرکر تیار ہوتی ہے۔ یہاں سوئیوں کی تیاری کے چند اہم مراحل بیان کئے جارہے ہیں۔

سب سے پہلے فولاد کے ایک تار کو دو سوئیوں کے برابر حجم میں کاٹا جاتا ہے۔ تار کے اس ٹکڑے کو سیدھا کرکے آبداری دی جاتی ہے اور پھر کاربورنڈم پتھر (سان) کے اوپر دونوں سروں سے نوکدار بنایا جاتا ہے۔ یہ پتھر ہیرے کی طرح سخت ہوتا ہے۔ سوراخ ڈالنے کے لئے پہلے ایک دباؤ مشین کی مدد سے سوراخ کرنے والی جگہ کو دبایا جاتا ہے اور پھر ایک تیز نوکدار آلے کی مدد سے اس حصے میں سوراخ کئے جاتے ہیں۔

دو سوئیوں کے برابر تار کے ٹکڑے کے وسط میں دو سوراخ کئے جاتے ہیں۔ یوں دونوں سوئیوں کے سرے آپس میں جڑے ہوئے ہوتے ہیں اور سوراخ کرنے کے بعد انہیں توڑ کر الگ الگ کردیا جاتا ہے۔ صرف دستی کام والی سوئیاں ہاتھوں سے توڑی جاتی ہیں۔ چونکہ سوئیاں کارخانوں میں بڑی تعداد میں بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے گروہوں کی شکل میں کاریگر صرف ایک ہفتے میں لاکھوں کی تعداد میں سوئیاں توڑتے ہیں۔

ان مراحل کے بعد سوراخ کے گرد سے کھردرے کناروں کو مشین سے رگڑنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد سوئیوں کو ایک چھوٹی سی بھٹی میں حرارت دی جاتی ہے۔ جب یہ سرخ گرم ہوجاتی ہیں تو انہیں ٹھنڈے تیل میں ڈبویا جاتا ہے۔ ٹھنڈا ہونے پر انہیں دوبارہ حرارت دی جاتی ہے۔ اس بار سوئیاں گرم ہوکر نیلگوں رنگت اختیار کرلیتی ہیں۔ انہیں دوبارہ ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اس طرح بار بار گرم کرنے سے سوئیاں سخت اور لچکدار ہوجاتی ہیں۔ اس کے بعد ان سوئیوں کو دھویا جاتا ہے۔ ان کی رولنگ (Rolling) کی جاتی ہے اور انہیں پالش کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ان پر برقی طمع

باقی صفحہ 5 پر

ماخوذ

تشنج سے ممکنہ تحفظ کے طریقے

عالمی ادارہ صحت نے لگ بھگ آٹھ برس پہلے دنیا بھر میں تشنج کی بیماری سے ہونے والی اموات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اسمبلی میں ایک قرارداد پاس کی تھی جس کے مطابق یہ عزم ظاہر کیا گیا تھا کہ 2005ء میں دنیا کے ہر ملک اور ہر حصے میں تشنج سے اموات کو اس حد تک کم کردیا جائے کہ ایک ہزار نومولود زندہ بچوں میں ایک سے زیادہ بچوں کو یہ خطرہ نہیں رہے گا۔ 1997ء تک صورت حال یہ تھی کہ تشنج کا شکار ہونے والے کل افراد میں 60 فیصد چین بھارت اور پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔

1998ء میں حکومت پاکستان نے ماؤں اور بچوں کو تشنج سے بچانے کے لئے اپنے منصوبے کا آغاز کیا۔ 1999ء میں جاپان کے ادارے JICA کے تعاون سے اس منصوبے پر نظرثانی کی گئی۔

JICA نے اس منصوبے کے لئے ویکسین، سرنجیں، کولڈ چین اور دیگر سامان کی فراہمی کے لئے مالی تعاون بھی کیا۔ یہ منصوبہ S.I.A کہلایا۔ اس کے انتظامی اخراجات یونی سیف نے جبکہ تحقیق و تشہیر کے اخراجات امریکی ادارے سیو دا چلڈرن نے فراہم کئے۔

جون 2000ء تک دستیاب اعداد و شمار کے مطابق پاکستان دنیا کے ان سترہ ممالک میں شامل تھا جہاں ماؤں اور بچوں میں تشنج کی شرح بہت زیادہ تھی۔ اندازہ یہ تھا کہ پاکستان میں ہر سال 22 ہزار بچے تشنج کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔

تشنج کیا ہے؟

تشنج، عرف عام میں جھٹکے کی بیماری ہے عام طور پر نومولود بچوں اور انہیں جنم دینے والی ماؤں کے لئے موت کا سبب بنتی ہے۔ بچے اس کا شکار زیادہ ہوتے ہیں کہ ان میں قوت مدافعت بہت ہی کمزور ہوتی ہے۔ تشنج کی سب سے بڑی وجہ جراثیم سے آلودہ اوزار سے بچے کا ناڑو یا نال کاٹنا ہے۔ دیہی علاقوں میں زخم سے نجات کے لئے گوبر کی راکھ بھی ڈالی جاتی ہے۔

تشنج کی صورت میں بچہ پیدائش کے بعد ایک سے تین دن میں دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے، وہ بے چین محسوس ہوتا ہے پھر اس پر تشنج کے دورے پڑنے لگتے ہیں جو عموماً موت پر ہی ختم ہوتے ہیں۔ تشنج سے اموات ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہوتی ہیں لیکن ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں ان کی تعداد 135 گنا زیادہ ریکارڈ کی گئی ہے۔

تشنج سے بچاؤ کے لئے ویکسین موجود ہے۔ یہ واحد بیماری ہے جو ایک فرد سے دوسرے فرد کو منتقل نہیں ہوتی ہے لیکن کہیں بھی Clostridium Tetani بیکٹیریا موجود ہو تو تشنج کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ بیکٹیریا ترقی یافتہ ممالک میں بھی موت کا سبب بنتا ہے جہاں صحت وصفائی کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں جہاں صحت و صفائی کی صورت حال غیر معیاری نہیں بلکہ بدتر ہے، تشنج کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں تشنج کے امکانات

پاکستان جیسے ممالک میں تشنج کے امکانات اس لئے شدت رکھتے ہیں کہ

1۔ یہاں صحت و صفائی کے اصولوں پر عمل کا فقدان ہے۔

2۔ صحت کی سہولیات بہت کم ہیں۔

3۔ 80 فیصد ولادتیں گھروں میں، بیشتر غیر تربیت یافتہ روایتی دائیوں کے ہاتھوں ہوتی ہیں جو صحت وصفائی سے نابلد ہوتی ہیں۔

4۔ تشنج بہتر سہولیات والے ماحول میں بھی اپنا وجود رکھتا ہے لہٰذا تشنج سے بچاؤ کی ویکسین ہی مسئلے کا حل ہے۔

5۔ ہمارے معاشرے میں حفاظتی ٹیکوں اور ویکسین کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی ہے جو دی جانی چاہئے۔

6۔ سرکاری سطح پر بننے والے منصوبوں پر عملدرآمد مشکوک ہوتا ہے۔ اس عملدرآمد میں بہت سی کوتاہیوں اور نقائص کے امکانات رہتے ہیں۔

7۔ گزرے برسوں میں سب سے زیادہ زور ''پولیو'' پر رہا ہے۔ وقفہ وار پولیو کے خلاف مہم کے چرچے بھی ہوتے رہے ہیں لیکن چالیس سے زائد پولیو راؤنڈ ہونے کے بعد بھی ''پولیو'' کا خاتمہ نہیں ہوا۔ اس کے مقابلے میں یہ تشنج کی شدت رکھنے والے علاقوں تک مخصوص مہم ہے لہٰذا اس بارے میں حقائق سامنے نہیں ہیں۔

8۔ حفظان صحت کی عمومی صورتحال، مرض کی نوعیت اور مرض لگنے کے امکانات دیہی اور فرسودہ معاشرے میں زیادہ ہیں۔ کیا ویکسین مہم طے شدہ اہتمام کے ساتھ ان علاقوں میں بھی اپنا وجود رکھتی ہے؟

تشنج سے بچاؤ کی حکمت عملی

نومولود بچوں کو تشنج سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل حکمت عملی طے کی گئی تھی۔

☆ عورتوں کو بچے کی پیدائش سے پہلے ٹی ٹی ویکسین (تشنج سے بچاؤ کی ویکسین) کے کم از کم دو ٹیکے لگائے جائیں۔

☆ بچے کی پیدائش کے وقت صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆ نومولود کا ناڑو جراثیم سے پاک اوزار (قینچی، بلیڈ وغیرہ) سے کاٹا جائے۔

☆ زخم پر کسی بھی قسم کا دیسی ٹوٹکا (مثلاً راکھ وغیرہ ڈالنا) استعمال نہ کیا جائے، زخم کی مناسب دیکھ بھال کی جائے۔

اس حکمت عملی پر عمل عمومی حالات میں ممکن نہیں کیونکہ:

1۔ 80 فیصد ولادتیں (شہر میں بھی) گھروں میں ہوتی ہیں۔

2۔ عموماً غیر تربیت یافتہ دائی کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

3۔ گھر میں صحت کا ضروری معیار ممکن نہیں۔

4۔ روایتی دایہ اپنے تجربے، فہم اور روایتی سوچ پر عمل کرتی ہے۔

5۔ عموماً ناڑو کاٹنے والے اوزار جراثیم سے پاک کئے ہوئے نہیں ہوتے ہیں۔

6۔ بچے کی صحت یابی کے لئے ٹونے ٹوٹکوں پر یقین کیا جاتا ہے۔

7۔ پسماندہ اور بڑی حد تک پڑھے لکھے طبقے میں بھی تشنج کو عام بیماری نہیں بلکہ ایک پراسرار مرض سمجھا جاتا ہے۔

8۔ تشنج کے ٹیکوں کے شیڈول پر عمل مشکوک ہے وجہ لوگوں کی لاعلمی، مراکز کی عدم دستیابی اور صحت کے حفاظتی طریقوں پر عمل میں لاپرواہی ہے۔

9۔ عام لوگوں کی اکثریت تشنج کے امکانات اور خطرات سے لاعلم ہے۔

تشنج کے ٹیکوں کا شیڈول

ٹی ٹی ویکسین کے ذریعے تحفظ اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کے شیڈول پر عمل کیا جائے، اصولی طور پر ویکسین تمام پندرہ سے پینتالیس برس کی خواتین کو طے شدہ پانچ مراحل میں دی جانی چاہئے لیکن پہلی ویکسین سے پانچویں ویکسین کا دورانیہ لگ بھگ دو برس پر محیط ہے۔ کیا ہماری عوام اس پر عمل یقینی بنانے کا شعور رکھتی ہے۔

ماؤں اور بچوں کو تشنج سے بچانے کے لئے حکمت عملی طے کی گئی ہے کہ دوران حمل جتنی جلد ممکن ہو ماؤں کو ٹی ٹی ویکسین کی پہلی ڈوز دی جائے۔ دوسری ڈوز اس سے کم از کم چار ہفتے بعد تیسری ڈوز اس کے کم از کم چھ ہفتے بعد دی جائے۔ چوتھی اور پانچویں ڈوز کے لئے کم از کم ایک سال کا وقفہ ضروری ہے۔ اب اس پر عمل کو اس تناظر میں دیکھئے کہ 80 فیصد ولادتیں گھروں میں ہوتی ہیں۔ لگ بھگ بیس فیصد گھرانے بچے کی ولادت کے لئے نجی یا سرکاری ہسپتالوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ان بیس فیصد گھرانوں کی حاملہ عورتوں کو ٹی ٹی ویکسین لگائے جانے کا یقین کیا جاسکتا ہے وہ بھی ابتدائی تین ڈوز تک جو ان خواتین کو پانچ برس کے لئے تشنج سے محفوظ بناتی ہیں۔ دس سال تک تحفظ فراہم کرنے والی ڈوز ان میں سے کتنے فیصد خواتین کو دی جاتی ہے۔ پانچویں اور عمر بھر کے لئے تحفظ فراہم کرنے والی ڈوز لینے والی خواتین کی شرح کیا ہے۔ اس بارے میں محض اندازے ہی لگائے جاسکتے ہیں۔

یہ صورت بیس فیصد حاملہ خواتین کی ہے۔ گھروں میں زچگی کے مراحل طے کرنے والی اسّی فیصد خواتین کس صورتحال سے دوچار ہیں؟ دیہی اور پسماندہ علاقوں میں حفاظتی ٹیکوں کی سہولت کس حد تک دستیاب ہے؟ مقامی آبادیاں اس حوالے سے کیا رویہ رکھتی ہیں؟ ان سوالوں کے جواب اہم ہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ ملک میں صحت کی بنیادی سہولتیں نایاب ہیں، تربیت یافتہ معاون عملے کی تعداد بہت کم ہے۔ حفاظتی ٹیکوں کے مراکز ضرورت کے مقابلے میں بہت کم ہیں جبکہ اضافی حکمت عملی S.I.A پر عمل کے لئے طے شدہ حکمت عملی کے مطابق عملی اقدامات نہ تو نظر آتے ہیں اور نہ ہی کسی ایسے سیٹ اپ کا کوئی وجود ہے جس میں تربیت یافتہ کارکنوں کی اتنی بڑی تعداد موجود ہو جو بھرپور انداز سے کسی بھی ایسے منصوبے کو کامیاب بنا سکے۔

یہ حقائق پیش نظر رکھے جائیں تو ذہن یہ بات ماننے پر آمادہ نہیں ہوتا ہے کہ تشنج کے خاتمے کے لئے چلائی جانے والی طویل مہم اپنے طے شدہ مقاصد حاصل کرلے گی۔ (ماہنامہ نبض لاہور)

ٹی ٹی ویکسین کا شیڈول

ٹی ٹی کی خوراک	ویکسین کب دی جائے	تحفظ کی مدت	تحفظ کا فیصد
پہلی ٹی ٹی ڈوز	پندرہ سے پینتالیس برس خواتین کو یا ہر حاملہ عورت کو جس قدر ممکن ہو	صفر	صفر
دوسری ٹی ٹی ڈوز	پہلی ڈوز کے کم از کم چار ہفتے بعد	3 سال تک	80 فیصد
تیسری ٹی ٹی ڈوز	دوسری ڈوز کے کم از کم چھ ہفتے بعد	5 سال تک	95 فیصد
چوتھی ٹی ٹی ڈوز	تیسری ڈوز کے کم از کم ایک سال کے بعد	10 سال تک	99 فیصد
پانچویں ٹی ٹی ڈوز	چوتھی ڈوز کے کم از کم ایک سال کے بعد	عمر بھر کے لئے	99 فیصد

ملکی اخبارات سے

خبریں

پاکستان پر کوئی قبضہ نہیں کر سکتا صدر جنرل

پرویز مشرف نے کہا ہے کہ نیٹو کے فوجی پاکستان پر قبضے کیلئے نہیں آئے بلکہ ہماری مدد کیلئے آئے ہیں پاکستان پر کوئی قبضہ نہیں کر سکتا۔ ہم نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ کسی غیر ملکی فوج سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ نیٹو والے نہ ہوتے تو کیا ہم سامان ریل گاڑی پر رکھ کر متاثرین تک لے جاتے۔ ڈونرز کانفرنس میں قرضے نہیں امداد ملی۔ قرض ایک لحاظ سے مفت پیسہ ہے 80۔ارب روپے متاثرین اپنے ہاتھ سے خرچ کرینگے۔ قومی رضا کار تحریک کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر مشرف نے کہا کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ فوج عوام اور حکومت مل کر کام کرینگے۔ انتہا پسند تنظیمیں اچھا کام کر رہی ہیں۔ ان کا دہشت گردی میں نام آنا اچھی بات نہیں۔ مسجدیں نفرت پھیلانے کیلئے استعمال نہیں ہونی چاہئیں۔ تفرقہ بازی ترک کریں اور مساجد کو فلاح کا مرکز بنایا جائے۔ انتہا پسندوں کے نیٹو فورسز کے متعلق خدشات بے بنیاد ہیں۔

شوگر ملوں کو بجلی پیدا کرنے کی اجازت

کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے شوگر ملوں کو بجلی پیدا کرنے کی اجازت دی ہے۔ چینی کی صنعت 700 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے پاور یونٹ علیحدہ تصور ہونگے۔

عراق میں 16 ہلاک

عراق میں تشدد کی تازہ ترین کارروائیوں اور جھڑپوں میں 3 بھارتی نژاد برطانوی باشندوں سمیت 16۔ افراد ہلاک ہوگئے۔ رمادی میں نیا آپریشن کر کے 30/افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ عراق کے سابق صدر صدام حسین کے خلاف مقدمہ کی سماعت 5 دسمبر تک ملتوی کر دی گئی۔

تین کروڑ کا ڈاکہ

فیصل آباد کے نواحی علاقہ عبداللہ پور میں 5 ڈاکوؤں نے اہلخانہ کو یرغمال بنا کر امریکہ پلٹ خاتون سے سوا تین کروڑ روپے لوٹ لئے تفصیلات کے مطابق امریکہ پلٹ خاتون کے ساتھ لاہور ائیر پورٹ سے 5 ڈاکو بھی ان کے پیچھے آئے اور گھر میں ان کے ساتھ داخل ہو گئے اور اہل خانہ کو یرغمال بنا کر 3 کروڑ مالیت کی ملکی و غیر ملکی کرنسی اور 25 لاکھ روپے کے زیورات لے گئے۔

اسرائیل کے 7 ممالک میں قونصلیٹ بند

اسرائیل نے حملوں کے خدشات کے پیش نظر سات ممالک میں اپنے قونصلیٹ بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک میں صیہونی کونسل خانوں کو بعض شدت پسند تنظیموں سے حملوں کی دھمکیاں موصول ہوئی ہیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 30 نومبر 2005ء

طلوع فجر	5:21
طلوع آفتاب	6:47
زوال آفتاب	11:57
غروب آفتاب	5:06

درخواست دعا

مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب مربی سلسلہ کا فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہرنیا کا آپریشن ہوا ہے جلد صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

جو خریداران الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ نومبر 2005ء مبلغ اٹھاسی روپے صرف (Rs.88/-) ہے۔ بل کی ادائیگی جلد کر کے ممنون فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہضم۔ معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434 Fax:6213966

ہیپاٹائٹس، فالج، گنج، جوڑ درد، موٹاپا، بے اولادی وغیرہ
صرف پرانے، پیچیدہ اور ضدی امراض بالخصوص
شوگر کا علاج
ہومیو ڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد
31/55 دارالعلوم شرقی ربوہ :6212694

گجر پراپرٹی سنٹر جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
اقصیٰ چوک بیت الاقصیٰ بالمقابل گیٹ نمبر 6 ربوہ
طالب دعا: شبیر احمد گجر فون آفس: 047-6215857
موبائل 0301-7970410-0300-7710731

C.P.L 29-FD